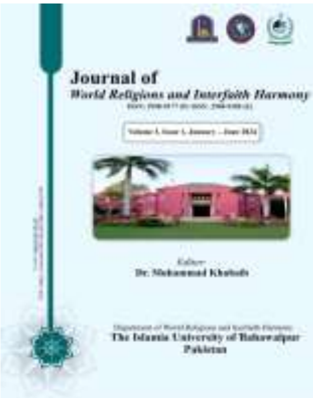

Journal of World Religions and Interfaith
ISSN: 2958-9932 (Print), 2958-9940 (Online)
Vol. 3, Issue 2, Fall (July-December) 2024, PP. 01-16
HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089593#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/203
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/3130
DOI: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/3130
Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title The Personality of Jesus (PBUH) in View of the Bible and Qur'an: An Analytical and Comparative Study

Author (s): **Sadia Rehman**
Department of Islamic Studies, Jinnah College for Women, University of Peshawar, Pakistan

Saleem Khan
Department of Islamic Studies, University of Peshawar, Pakistan

Received on: 20 September, 2024
Accepted on: 15 October, 2024
Published on: 15 November, 2024

Citation: Sadia Rehman, and Saleem Khan. 2024. “The Personality of Jesus (PBUH) in View of the Bible and Qur’an: An Analytical and Comparative Study”. *Journal of World Religions and Interfaith Harmony* 3 (2):1-16. https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/3130.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

شخصیتِ مسیحؑ بائبل اور قرآن کے تناظر میں: ایک تجزیاتی و تقابلی مطالعہ

The Personality of Jesus (PBUH) in View of the Bible and Qur'an: An Analytical and Comparative Study

Sadia Rehman
Department of Islamic Studies, Jinnah College for Women, University of Peshawar, Pakistan
Email: sadiarehman@uop.edu.pk

Saleem Khan
Department of Islamic Studies, University of Peshawar, Pakistan
Email: saleemkhanisl@uop.edu.pk

Abstract

This research paper presents a comparative and critical study of the personality of Jesus Christ (Hazrat Isa A.S) as depicted in the Bible and the Quran. In Christian theology, as reflected in the New Testament, Jesus is revered as the Son of God and the Savior of humanity, embodying divine qualities and possessing a central role in salvation history. Conversely, Islamic teachings, as presented in the Quran, recognize Jesus as a prophet and messenger of God, emphasizing his human nature and his role within the broader context of Islamic monotheism. Further, this study explores the similarities and differences in the portrayal of Jesus' birth, miracles, mission, crucifixion, ascension and descent of Jesus Christ across these religious texts. Most scriptures of both religions acknowledge his miraculous birth and significant spiritual contributions, but they diverge in their views on his divinity, sonship, trinity crucifixion, and resurrection. The paper aims to provide a nuanced understanding of these perspectives, contributing to interfaith dialogue and a deeper appreciation of the theological distinctions and commonalities regarding Jesus in Christianity and Islam.

Keywords: Divinity, Sonship, Trinity, crucifixion, resurrection ascension and descent of Jesus.

1. تعارف:

حضرت مسیحؑ عیسیٰ ابن مریمؑ کے علاوہ کسی اور مذہبی شخصیت نے نہ ادب کو اتنا متاثر کیا اور نہ ان سے زیادہ کسی کے بارے میں اتنا تنازعہ کھڑا کیا گیا۔ ان کی محیر العقول پیدائش، معجزات، رفع الی السماء اور قبل القیامۃ آسمان سے نزول انجیل اور اسلامی دینیات کے مترادف المفہوم مباحث ہیں۔ روئے زمین پر حضرت مسیحؑ سب سے زیادہ پیروکار رکھنے والے دو مذاہب یعنی اسلام اور مسیحیت کے درمیان مشترکہ ربط کی نمائندگی کرتے ہیں۔ بہت سے مسیحی اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ قرآن نے بہت تفصیل کے ساتھ اور شاندار الفاظ میں حضرت مسیحؑ کے بارے میں وہ باتیں بیان کی ہیں جن کا ذکر بائبل میں نہیں ہے۔ مزید یہ کہ نبی کریمؐ اپنی بہت سی احادیث میں فرماتے ہیں کہ وہ حضرت مسیحؑ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور وہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں واپس آئیں گے، جیسا کہ مسیحی بھی ان کے واپس آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا یہاں، حضرت مسیحؑ کی شخصیت کا تقابلی مطالعہ مسلم اور مسیحی نقطہ نظر سے کیا جائے گا جس سے ظاہر ہو گا کہ بائبل میں ان کے بارے میں کیا کہا گیا ہے، اس نے اپنے بارے میں کیا کہا اور مسیحی لوگ ان کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں، جبکہ ان سے متعلق قرآن کا نکتہ نظر کیا ہے؟۔ یہ کام دو اہم ذرائع یعنی بائبل اور قرآن پر مشتمل ہو گا۔

2. حضرت مسیح علیہ السلام بائبل کی رو سے:

حضرت مسیحؑ کا تذکرہ بائبل میں ان کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے، جو صرف دو انجیلوں میں درج ہے۔ متی اور لوقا میں ہے کہ: "جبرائیل فرشتہ کو خُدا نے کنواری مریم کے پاس بھیجا تاکہ اُسے مطلع کرے کہ وہ ایک معجزاتی بیٹے کی ماں بنیں گی، جس کا نام عیسیٰ ہو گا"[1]۔ متی اور مرقس میں اس بچے کو "یہودیوں کا بادشاہ" کہا گیا ہے[2]، جبکہ لوقا میں اس سے بڑھ کر اسے "نجات دہندہ" کہا گیا ہے، جو مسیح خداوند ہے"[3]۔ انجیل یوحنا میں ہے کہ: یسوع مسیح ایک عورت سے پیدا ہوا ہے، لیکن مرد کی مداخلت کے بغیر

---

[1] متی:1۔18، 25۔ لوقا:1۔35، 31- انجیل مقدس، مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی، انار کلی لاہور، ط1984ء

[2] متی:2۔2۔ مرقس 15۔2

[3] لوقا:2۔11، 12

معجزاتی طور پر، وہ خدا کا کلام ہے جو گوشت سے بنا ہے۔ چنانچہ اس کا باپ ہی اکیلا خدا ہے زندگی دینے والا"[4]۔ متی نے مسیحؑ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ خدا نے کہا، "یہ میرا پیارا بیٹا ہے، جس سے میں خوش ہوں"[5]۔

اس طرح بحیرہ اردن پر جمع ہونے والے ہجوم سے آپ نے کہا کہ: "یوحنا بپتسمہ دینے والے سے بپتسمہ لیں۔ حالانکہ یسوع خود اپنے پیروکاروں کو خبردار کرتا ہے کہ باپ جس نے اسے بھیجا ہے اس کے لیے پیدائشی گواہ ہے:

"اس کی آواز تم نے کبھی نہیں سنی، نہ اس کی شکل کبھی دیکھی"[6]۔

پس اس نے اپنے آپ کو خدا سے بالکل الگ کر لیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر متی[7] میں کس کی آواز درج ہے؟۔ متی میں دو بندے مسیحؑ کو "خدا کا بیٹا" کہتے ہیں[8]۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ایک بار بھی مسیحؑ نے بائبل میں اپنے آپ کو "خدا کا بیٹا" نہیں کہا، سوائے متی کے جہاں بتایا گیا ہے کہ "میں خدا کا بیٹا ہوں"[9]۔ لیکن، یہ ان لوگوں کا اقتباس ہے جو اسے مصلوب کرنا چاہتے تھے۔ یہاں یہ سوال ضرور آتا ہے کہ کیا اس نے لوگوں سے ایسی اہم معلومات کے بارے میں خاموش رہنے کا فیصلہ کیا تھا کہ وہ ابن آدم نہیں بلکہ خدا کا بیٹا ہے؟ اور اس نے ایسی معلومات کس وجہ سے چھپائی ہوں گی؟

اس کے برعکس، جب بھی حضرت مسیحؑ اپنے آپ کا حوالہ دیتے ہیں، وہ خود کو "ابن آدم" کہتے ہیں، اور یہ تقریباً اسّی مرتبہ بائبل میں آیا ہے۔ خدا کی فطرت کے بارے میں گنتی میں آتا ہے کہ:

"خدا انسان نہیں کہ جھوٹ بولے اور نہ ہی ابن آدم، کہ وہ توبہ کرے"[10]۔

کیونکہ جھوٹ اور توبہ انسانی صفات ہیں، اور مسیحؑ متی میں بیان کرتا ہے کہ وہ خدا کے بغیر بے اختیار ہے۔ جب ایک عورت اس کے پاس آتی ہے اور اپنے دو بچوں کے لئے التجا کرتی ہے کہ انہیں حکم دو کہ یہ دونوں بیٹھیں، ایک آپ کے دائیں ہاتھ اور دوسرا

---

[4] یوحنا: 4۔42

[5] متی: 17۔3۔5

[6] یوحنا: 5۔37

[7] متی: 17۔3

[8] ایضاً: 8۔28

[9] ایضاً: 43۔27

[10] گنتی: 23۔19

بائیں آپ کی بادشاہی میں، تو یسوع نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا میرے دائیں اور بائیں بیٹھنا میرا کام نہیں ہے۔ لیکن یہ ان لوگوں کے لیے ہے جن کے لیے میرے والد کی طرف سے تیار کیا گیا ہے"[11]۔

تقریباً یہی مضمون مرقس[12] میں بھی موجود ہے۔ انجیل یوحنا میں اپنے بارے میں بات کرتے ہوئے مسیحؑ نے ان یہودیوں سے جو اُس پر ظلم کرنے آئے تھے کہا کہ "بیٹا اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا لیکن وہ صرف باپ کو کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے، بیٹا بھی وہی کرتا ہے"[13]۔ اسی انجیل میں وہ مزید کہتے ہیں کہ:

> "میں اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ میں سنتا ہوں، میں فیصلہ کرتا ہوں اور میرا فیصلہ منصفانہ ہوتا ہے کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اس کی مرضی تلاش کرتا ہوں جس نے مجھے بھیجا ہے"[14]۔

دوسرے لفظوں میں حضرت مسیحؑ کھل کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ وہ خدا کے ماتحت ہیں جس نے اسے بھیجا ہے، وہ صرف اس کا رسول ہے۔

یوحنا میں حضرت مسیحؑ اس بات پر زور دیتا ہے کہ: "میں آسمان سے اس لئے نہیں اترا کہ اپنی مرضی کے مطابق عمل کروں بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے مطابق عمل کروں"[15]۔ یوحنا کے مطابق "ہیکل میں تعلیم دیتے وقت یسوع نے سننے والے ہجوم سے کہا کہ وہ اپنی مرضی سے (زمین پر) نہیں آیا، وہ جس نے اسے بھیجا ہے سچا ہے لیکن تم نہیں جانتے، وہ اسے (خدا کو) جانتا ہے کیونکہ اسی نے اسے بھیجا ہے"[16]۔

یوحنا میں اس نے مزید کہا کہ:

> "جب تم ابنِ آدم کو اونچے پر چڑھاؤ گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں وہی ہوں، اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا بلکہ جس طرح باپ نے مجھے سکھایا اسی طرح یہ باتیں کہتا ہوں، اور جس نے مجھے بھیجا وہ

---

[11] متی:20۔23

[12] مرقس:10۔40

[13] یوحنا:5۔19

[14] ایضاً:5۔30

[15] ایضاً:6۔38

[16] ایضاً:7۔28

میرے ساتھ ہے اس نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا، کیونکہ میں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں جو اسے پسند آتے ہیں"[17]۔

یوحنا میں حضرت مسیحؑ اپنی حیثیت اور خدا کے ساتھ اپنے تعلق کے بارے میں ہر قسم کے شک کو دور کرتا ہے۔ اپنے شاگردوں سے گفتگو کرتے ہوئے وہ ان سے کہتا ہے کہ وہ جارہا ہے، لیکن وہ ان کے پاس واپس آئے گا، اور انہیں اطمینان دلاتا ہے کہ تمہارادل نہ گھبرائے، میں جارہاہوں اور پھر آؤں گا آپ کے پاس، اگر تم مجھ سے محبت کرتے توخوش ہوتے کیونکہ میں باپ کے پاس جارہاہوں، باپ مجھ سے بڑا ہے"[18]۔

اب زمین پر حضرت مسیحؑ کو بھیجنے کا مقصد کیا ہے؟ پہلی بات یہ کہ حضرت مسیحؑ نے اپنی شناخت ایک نبی کے طور پر کی جس طرح متی میں درج ہے کہ جب وہ اپنے شاگردوں کو اُس ظلم وستم کے بارے میں خبردار کرتا ہے جو اُس کی وجہ سے اُن کو پیش آئیں گے کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی انبیاء کو اسی طرح ستایا تھا"[19]۔ متی میں بھی وہ اپنی شناخت ایک رسول اور نبی کے طور پر کرتا ہے: "جب اپنے شاگردوں سے جو کہ اس کا پیغام دینے کے لیے نکلنے والے تھے، کہتا ہے کہ جو انہیں قبول کرتا ہے وہ اسے (مسیحؑ) کو قبول کرتا ہے، اور جو اسے قبول کرتا ہے وہ اس کو (خدا) کو قبول کرتا ہے جس نے اسے بھیجا ہے"[20]۔ متی میں ہے کہ ہجوم نے اس کی بات سن کر کہا یہ گلیل کے ناصرت سے نبی عیسیٰ ہیں"[21]۔

اس پر یہودیوں کا ردعمل یہ تھا کہ:

"جب سردار کاہن اور فریسیوں نے یسوع کی بات سنی تو وہ اس تمثیل سے خوش نہیں تھے جو وہ استعمال کررہا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ ان کے بارے میں بات کررہا ہے۔ اور وہ اُسے پکڑنے کی کوشش میں تھے لیکن لوگوں سے ڈررہے تھے کیونکہ وہ اسے نبی جانتے تھے"[22]۔

[17] ایضاً:8۔28

[18] ایضاً:14۔28،29

[19] متی:5۔11،12

[20] ایضاً:10۔41،42

[21] ایضاً:21۔11

[22] ایضاً:21۔45،46

لوقا میں جب مسیحؑ ایک مردہ آدمی کو زندہ کرتا ہے تو اس معجزے کا مشاہدہ کرتے ہوئے بھیڑ پر دہشت چھا جاتی ہے، اور وہ خدا کی تمجید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان ایک عظیم نبی برپا ہوا ہے"[23]۔ اسی طرح لوقا میں ہے کہ:

"یسوع نے ہجوم سے کہا کہ اسے یروشلم واپس جانا ہے، کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی نبی یروشلم سے دور ہلاک ہو جائے"[24]۔

لوقا میں ہی دوسری جگہ ہے کہ

"بلاشبہ یسوع خدا کے سامنے قول اور فعل میں ایک زبردست نبی ہے"[25]۔

تاہم حضرت مسیحؑ کی نبوت اور اللہ کا تابعدار بندہ ہونے کے بارے میں ان تمام شواہد کے باوجود پولس[26] اعمال میں دعویٰ کرتا ہے کہ یسوع زندگی کا مالک ہے حالانکہ وہ بائبل کے مطابق، ایک انسان کے ذریعے مارا گیا تھا۔ پولس کہتا ہے کہ:

"ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا خدا، یعنی ہمارے باپ دادا کے خدا نے اپنے بندے یسوع کو جلال دیا جسے تم نے پکڑوا دیا اور جب پیلاطس نے اسے معاف کرنے کا فیصلہ کیا تو تم نے اس کے سامنے اُس کا انکار کیا۔ تم نے مقدس اور راستباز کا انکار کیا، اور کہا کہ ایک قاتل کو آزاد کر دیا جائے، اور زندگی کا مالک، جسے خدا نے مردوں میں سے جلایا، کو قتل کیا جائے، اس کے ہم گواہ ہیں"[27]۔

اس اقتباس میں پولس نے حضرت مسیحؑ کو "زندگی کا مالک" کہہ کر خدا کے برابر کر دیا ہے۔ آج بھی کچھ فرقے اسے اللہ، ابن اللہ اور تین میں سے ایک سمجھتے ہیں۔ بہر حال، حضرت مسیحؑ اپنے آپ کو ایک رسول، بندہ، اور خدا کا نبی کہتا ہے، جسے اس کی طرف سے زمین پر ایک عورت کے رحم کے ذریعے ایک خاص مقصد کے لیے بھیجا گیا تھا۔

---

[23] لوقا: 7۔16

[24] ایضاً: 13۔33

[25] ایضاً: 24۔19

[26] غیر قوموں کے درمیان انجیل کی منادی کرنے والا رسول، موجودہ مسیحیت کا بانی جو پولس اور سینٹ پال کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ (تاریخ مسیحیت، ص65)

[27] اعمال: 3۔15

بائبل سے معلوم ہوتا ہیں کہ مسیح نے اپنے بارے میں کیا کہا؟ لوگوں کی رائے اور عقائد ان کے بارے میں کیاہیں؟۔ اگر بغور دیکھا جائے تو معلومات کی یہ سطحیں آپس میں متفق نہیں ہیں، پس سچائی وہی ہے جو خود مسیحؑ سے بائبل میں منقول ہے کہ وہ "ابن آدم"، "بندہ"، "رسول" اور "نبی" ہے۔ گنتی (23:19) میں ہے کہ خدا انسان نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مسیح خدا کا "پیارا بیٹا" نہیں ہے۔ بلکہ ایک اور شخص نے آگے بڑھ کر اسے "خدا کا بیٹا"، "نجات دہندہ" اور "زندگی کا مالک" کہہ کر خدا کی صفات دی ہے۔ دراصل بائبل کے اصل مخطوطہ کی غیر موجودگی نے ان سب خرافات کو دینِ مسیح میں راستہ دیا ہے"[28]۔

جس طرح خدا کی طرف سے بنی نوع انسان کو بھیجے گئے پیغامات کے اصل مخطوطات سے انحراف کے بارے میں سائمن الفریڈو (2008) کا کہنا ہے کہ:

> "انحراف اور بے یقینی کی سطح اس حد تک درستگی پر منحصر ہے جس کے ساتھ انبیاء پر نازل ہونے والا ہر لفظ دوسروں تک پہنچایا جاتا تھا۔ اگر یہ الفاظ درست طریقے سے منتقل نہیں کیے گئے اور ملاوٹ کا شکار ہو گئے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ اصل پیغام کا جوہر ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔ چنانچہ مسیحیت اور اسلام کے درمیان منصفانہ اور غیر جانبدارانہ موازنہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی حدود متعین کی جائے۔ جس میں اصل انجیل اور قرآن جو ملاوٹ، اضافے یا حذف سے پاک ہو، رکھا جائے"[29]۔

اب دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے؟

3. قرآن کی رو سے:

حضرت مسیحؑ کی رسالت سلسلہ انبیاء کی ایک کڑی ہے، اسی وجہ سے قرآن نے بھی رسالتِ مسیحؑ کو حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاءؑ کی دعوت ورسالت کی تکمیل قرار دیا ہے۔ قرآن میں ہے کہ:

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ[30]۔

"اور بھیجا ہم نے ان کے نقش قدم پر عیسیٰ ابن مریم کو"

یعنی آپ کی رسالت، رسالتِ موسوی کی تکمیل اور توسیع تھی۔ اسی طرح کا بیان انجیل میں بھی ہے:

---

[28] عزیز الصمد، الفت۔ مترجمین سے اختلاف، ریاض: بین الاقوامی اسلامی پب، ہاؤس، 2001

[29] الفریڈو کارابیلو، سائمن: حضرت مسیحؑ کے لیے میری بہت محبت مجھے اسلام کی طرف لے گئی: جدہ: دار السلام، 2008

[30] المائدة: 5۔46

"یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"[31]۔

حضرت مسیحؑ کی خصوصیات جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں، درج ذیل ہیں:

قرآن میں حضرت مسیحؑ عیسیٰ ابن مریم کا نام حضرت محمدؐ کے نام سے زیادہ آیا ہے، لفظ عیسیٰ 26 مرتبہ اور مسیح 11 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت محمدؐ کی والدہ کا نام قرآن میں نہیں لیکن حضرت مسیحؑ کی والدہ حضرت مریمؑ کا نام قرآن میں 34 مرتبہ آیا ہے نیز مریم کے نام پر قرآن کی انیسویں سورت "سورہ مریم" بھی موجود ہے۔ قرآن میں سورہ مریم آیات 16 تا 33 میں آپ کی پیدائش کے ابتدائی مراحل تفصیل کے ساتھ جبکہ سورہ آل عمران: 45 میں پیدائش کے انہی مراحل کو نسبتاً کم اور اجمالاً ذکر کیا گیا ہے اسی طرح سورۃ الانبیاء: 91 اور سورۃ التحریم: 12 میں آپ کی پیدائش کے بالکل ابتدائی مرحلے اور فرشتے کا حضرت مریمؑ کے گریبان میں خدائی کلمہ کے پھونکنے کا ذکر ہے۔ آپؑ کے معجزات کا ذکر سورہ آل عمران، سورہ المائدہ اور سورہ المریم میں جبکہ سورہ النساء اور سورہ المائدہ میں آپ کے آسمانوں پر چڑھ جانے کی تفصیل فراہم کی گئی ہے۔ گو کہ قرآن میں عبارتاً آپ کے نزول کی صراحت تو نہیں ہوئی تاہم قرآن کے اندر سورہ الزخرف آیت: 61، سورہ النساء: 59 اور سورہ المائدہ: 117 میں ایسی نصوص موجود ہے جو جمہور مفسرین کے نزدیک قیامت سے پہلے نزولِ مسیحؑ پر دلالت کرتی ہے جبکہ ذخیرہ حدیث میں درجنوں ایسی متواتر احادیث موجود ہیں جو عبارتاً اور بالفاظ صریحہ آپؑ کے آسمانوں سے اترنے اور دجالی قوتوں کو آپ کے ہاتھوں شکست ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ ان احادیث کو علامہ انور شاہ کشمیری[32] نے اپنی کتاب "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں جمع کیا ہے۔

حضورؐ حضرت مسیحؑ کے نسب یا خاندان سے تھے نہ ان سے کبھی ملے تھے، لیکن انہوں نے اس سب پر یقین کیا کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے وحی آئی تھی، تو آپؐ اس پر خود بھی ایمان لائے اور امت کو بھی اسی کا حکم دیا۔ مسلمانوں کا بھی معجزہ بن باپ پیدائش اور کلامِ شیر خوارگی پر یقین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کے ذریعے ایسا فرمایا۔ کوئی بھی مسلمان جو اس سچائی کے

---

[31] متی: 5۔ 19، 17

[32] علامہ سید انور شاہ ولد معظم شاہ کشمیری 1875 میں کشمیر میں پیدا ہوئے آپ ایک بلند پایہ عالم، مصنف اور دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔ آپ نے ایک مدت تک دار العلوم دیوبند میں صدر مدرس کی حیثیت سے بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس دیا۔ ساٹھ سال کی عمر میں 1933ء میں دریاباد بھارت میں وفات پائی۔ (دائرۃ المعارف الاسلامیہ، دانش گاہ پنجاب بذیل "علامہ انور شاہ کشمیری")

بارے میں ذرہ بھر شک کرتا ہے وہ خود بخود دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ زمین پر ان کے بھیجنے کا مقصد یا منصب نبوت کے فرائض سورہ آل عمران میں واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوں گے اور جو کچھ تورات میں ہے، اس کی تصدیق کریں گے اور تورات وانجیل اور حکمت کی تعلیم دیں گے[33]۔ جیسا کہ متی[34] سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اسلام میں انبیاء کے درمیان یہ فرق کرنا کہ کون کم یا زیادہ مرتبے والا ہے، گناہ میں شمار ہوتا ہے کیونکہ یہ سب ایک ہی رب کی طرف سے انسانی تاریخ میں مقررہ وقت پر آتے ہیں۔ الفت عزیز الصمد (2001) اس بات کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ایک مسلمان کو تمام عظیم مذاہب کے بانیوں پر یقین رکھنا چاہیے"[35]۔

مسیحیوں کے عقائد اور قرآن کا ان پر رد:

ابن اللہ:

قرآن میں حضرت مسیحؑ کو ایک نبی اور اللہ کے رسول کے طور پر پیش کیا گیا ہے جسے زمین پر ایک خاص وقت، خاص قوم اور خاص پیغام کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔ مزید یہ کہ سورۃ المائدۃ آیات 46، 75، 78، 112، 114؛ سورہ اعراف 33: 42:13، 57:27 اور 61:6 حضرت مسیحؑ کے اللہ کے رسول اور نبی ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اب قرآن میں اولاد کے لحاظ سے حضرت مسیحؑ اور اللہ کے درمیان تعلق کیا ہے؟ اس بارے میں قرآن میں آتا ہے کہ:

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَه اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَه كُنْ فَيَكُوْنُ

" اور اللہ کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے وہ بالکل پاک ہے، وہ تو جب کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، سو وہ ہو جاتا ہے"[36]۔

سورہ آل عمران میں ہے کہ:

---

[33] آل عمران: 3۔ 47، 48

[34] متی: 17۔ 5

[35] عزیز الصمد، الفت۔ ریاض: بین الاقوامی اسلامی پب، ہاؤس، 2001۔ 36 .L'Islam et le Christianisme ,۔

[36] المریم: 19۔ 35

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَه مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَه كُنْ فَیَكُوْنُ

"بیشک عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک مثل آدم کے حال کے ہے، اللہ نے ان کو مٹی سے بنایا پھر ان سے کہا وجود میں آجاؤ چنانچہ وہ وجود میں آ گئے " [37]۔

الوہیت میں حضرت مسیحؑ کا کوئی حصہ نہیں جو خدائے واحد کا استحقاق ہے:

"اس کی نہ تو کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا" [38]۔

مزید قرآن میں اللہ ان لوگوں پر لعنت بھیجتا ہے جو اس کی طرف بیٹا منسوب کرتے ہیں، اور جو اپنے ربیوں اور ان کے عقیدوں کو قبول کرتے ہیں۔ جیسا کہ آتا ہے:

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ یُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ

"اور کہا یہودیوں نے عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور کہا نصاری نے مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ باتیں ہیں ان کے اپنے مونہوں کی مشابہت کرتے ہیں ان لوگوں کی بات کی جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے، اللہ ان کو تباہ کرے کدھر الٹے پھرے جا رہے ہیں"[39]۔

عائشہ لیمو (2001) کے مطابق، "بچے کو خدا کی طرف منسوب کرنا خدا کی کمال کا انکار کرنا ہے، مطلب یہ کہ کیا اسے کسی چیز کی کمی یا ضرورت تھی؟" [40]۔

سورۃ المومنون میں ہے کہ:

"اللہ نے کوئی بیٹا نہیں جنا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی معبود ہے، وہ اللہ پاک ہے ان سب چیزوں سے جو وہ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں"[41]۔

[37] آل عمران:3۔59

[38] الانعام:6۔101

[39] التوبہ:9۔30

[40] لیمو، عائشہ بی۔ آیئے مل کر استدلال کریں۔ ملتا: اسلامی تعلیم۔ٹرسٹ، 2001

[41] المومنون:23۔91

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُه ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰي مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِه ظ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭسُبْحٰنَه اَنْ يَّكُوْنَ لَه وَلَدٌ ۘ لَه مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭوَكَفٰي بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

"اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول اور اس کا ایک کلمہ ہیں جس کو اللہ نے مریم تک پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہیں سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں۔ باز آ جاؤ تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی ملکیت ہیں اور اللہ ہی کارساز کافی ہیں"[42]۔

اسلامی نقطہ نظر سے حضرت مسیحؑ کا الوہیت سے کوئی تعلق نہیں، وہ اپنے پہلے آنے والوں اور بعد یعنی محمدؐ کی طرح ایک رسول ہے۔ اللہ ان لوگوں کو کافر کہتا ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہیں۔ جبکہ اس نے اپنی قوم کو صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا تھا[43]۔

اسی سورۃ المائدۃ کی آیات 116 اور 117 میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو یاد دلاتا ہے کہ جس دن وہ حضرت مسیحؑ سے الوہیت کی صفات کے بارے میں سوال کرے گا:

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُه فَقَدْ عَلِمْتَه ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭاِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِه اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭوَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

"اور جب اللہ فرمائے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا بنالو؟ وہ عرض کریں گے تو پاک ہے میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا

[42] النساء:4۔171

[43] المائدہ:5۔72،73

مجھے حق نہیں ہے، اگر میں نے (بالفرض) یہ کہا ہوتا تو تو اسے ضرور جانتا، تو ان باتوں کو جانتا ہے جو میرے دل میں ہیں اور میں ان چیزوں کو نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہیں 'بیشک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے ان سے وہی کہا جسے کہنے کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ (صرف) اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر اسی وقت تک نگہبان تھا جب تک میں ان میں رہا 'پھر جب تو نے مجھے (آسمان پر) اٹھالیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے"[44]۔

اسی طرح سورہ التوبہ میں ہے کہ:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰـهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭسُبْحٰنَه عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

"انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور پیروں کو خدا بنالیا ہے اور مسیح ابن مریم کو (بھی) حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ یہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں، اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے وہ ان کے خود ساختہ شرکاء سے پاک ہے"[45]۔

عقیدہ تثلیث پر رد کرتے ہوئے سورۃ النساء: 171 میں اللہ فرماتا ہے کہ:

"اہل کتاب (مسیحی) اپنے مذہب میں "تین" (یعنی تثلیث) کہہ کر مبالغہ آرائی نہ کریں، کیونکہ اللہ ایک ہی ہے"[46]۔

سورہ انعام[47] میں حضرت مسیحؑ کو زکریاؑ، یحیٰؑ، الیاسؑ کے ساتھ اللہ کا نیک بندہ قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ حضرت مسیحؑ کی آمد کا اعلان کرتے ہوئے حضرت جبرائیلؑ نے انہیں "ایک صالح بیٹا" کہا اور کہا کہ وہ ایک نشانی اور اللہ کی طرف سے رحمت ہے لوگوں کے لئے "[48] کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو خوشخبری دیتا ہے۔ احادیث میں بھی حضرت مسیحؑ کے نزول من السماء کا ذکر کیا گیا ہے جیسے کہ:

---

[44] المائدہ:5۔117

[45] التوبہ:9۔31

[46] النساء:4۔171

[47] الانعام:6۔85

[48] المریم:19۔20

حضرت محمدؐ نے امت کو اپنی تعریف میں مبالغہ آرائی کرنے سے روکا جیسا کہ مسیحیوں نے ابن مریم کی تعریف کی ہے کیونکہ وہ صرف اللہ کا بندہ تھا۔ آپؐ نے حضرت مسیحؑ کی دوسری آمد کا اعلان قربِ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک کے طور پر کیا، فرمایا کہ وہ، (حضرت مسیحؑ) لوگوں کے درمیان نازل ہوں گے اور اس کے مطابق زندگی بسر کریں گے جو اس نے (محمدؐ) نے پیچھے چھوڑا (یعنی) قرآن اور سنت[49]۔

ایک اور جگہ ہے کہ:

"اللہ کی قسم، ابن مریم عنقریب تم میں اترے گا اور لوگوں کا انصاف سے فیصلہ کرے گا۔"[50]۔

اسی طرح سورہ الزخرف میں آپ کی دوبارہ آمد کو قیامت کے قریب ہونے کی نشانی کا ذکر ہوا ہے:

وَاِنَّه لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

"اور وہ تو ایک ذریعہ (نشانی) ہیں قیامت کے یقین کا، تو تم لوگ اس میں شک مت کرو، اور تم لوگ میری پیروی کرو، یہی سیدھی راہ ہے"[51]۔

ان کے صحیح مقام کو بیان کرتے ہوئے قرآن میں کئی جگہ آتا ہے کہ:

ا۔ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا

"مسیح ہرگز اللہ کا بندہ بننے سے عار نہیں کرتا اور نہ مقرب فرشتے اور جو شخص اللہ کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو اللہ ضرور سب کو اپنے پاس جمع کریں گے"[52]۔

ب۔ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

"عیسیٰ تو محض ایک ایسے بندے ہیں جن پر ہم نے فضل کیا تھا اور انکو بنی اسرائیل کے لیے ہم نے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنایا تھا"[53]۔

[49] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب نزول عیسیٰ ابن مریم: حدیث نمبر: 3448۔ م: نور محمد اصح المطابع کراچی، 1381ھ

[50] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب نزول عیسیٰ ابن مریم: حدیث نمبر: 2476

[51] الزخرف: 43۔ 61

[52] النساء: 4۔ 172

[53] الزخرف: 43۔ 59

ب۔ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا

"وہ بچہ بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب (یعنی انجیل) دی اور مجھے نبی بنایا"[54]۔

ج۔ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَةٌ ۭ کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ کَیْفَ نُبَیِّنُ لَھُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ

"مسیح ابن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک رسول ہیں۔ جن سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں۔ اور ان کی والدہ صدیقہ ہیں دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھیے تو ہم کیونکر دلائل ان سے بیان کر رہے ہیں پھر دیکھئے وہ الٹے کدھر جا رہے ہیں"[55]۔

د۔ وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَاۗءِیْلَ

" اور ان کو (تمام) بنی اسرائیل کی طرف بھیجیں گے "[56]۔

ح۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَاۗءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ

"اور جب عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں"[57]۔

بہر حال قرآن حضرت مسیحؑ کے ساتھ اس بات پر متفق ہے کہ وہ انسان کا بیٹا انسان ہی ہے، حضرت آدمؑ کی طرح ان کو بھی معجزانہ طور پر پیدا کیا گیا۔ اسے (حضرت مسیحؑ) کو اپنی ماں کے پیٹ میں قیام کرنے کا شرف حاصل ہوا جس نے اسے معمول کے عمل سے جنم دیا، جبکہ حضرت آدمؑ کے ساتھ ایسا نہیں ہوا، یہ حضرت آدمؑ کی خصوصیت ہے کہ اسے مٹی سے ڈھالنے کے بعد اللہ نے اسے صرف اتنا کہا کہ "ہو جا!"، اور وہ ہو گیا۔ لیکن کسی نے کبھی آدمؑ کو اللہ کا بیٹا نہیں کہا۔ آج حضرت مسیحؑ کو خدا کے بیٹے کے درجہ سے خود خدا کے درجے پر پہنچا دیا گیا ہے۔ تاہم، دلچسپی کی بات یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ نے کبھی بھی اپنے آپ کو ایسی حیثیت نہیں دی۔ حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک تمام انبیاء نے خدا کی وحدانیت کا پیغام دیا جس طرح سورۃ اخلاص میں ہے:

[54]المریم:19۔30

[55]المائدہ:5۔75

[56]آل عمران:3۔49

[57]الصف:61۔6

" کہو: وہی اللہ ہے جو ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا، اور نہ اس کو جنا گیا۔ اور نہ ہی کوئی اس کی برابری اور ہمسری کرنے والا ہے"[58]۔

4. خلاصہ بحث:

اس تجزیاتی و تقابلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بائبل اور قرآن دونوں کتابیں حضرت مسیحؑ کی معجزانہ پیدائش، اخلاقی پاکیزگی، نبی و معلم کے کردار اور معجزات کے مظاہرے پر متفق ہیں۔۔ تاہم سب سے اہم اختلاف ان کی ذات کو سمجھنے میں ہیں ، قرآن اور بائبل کے نظریات و آراء سے واضح ہوا کہ بائبل حضرت مسیحؑ کو الوہیت، ابنیت، تثلیث اور گناہوں کا کفارہ دینے والا نجات دہندہ کے طور پر پیش کرتی ہیں جبکہ قرآن انہیں عبد اللہ، توحید کی طرف بلانے والا نبی ورسول اور ان کی مصلوبیت کی تردید کرتا ہے۔ یہ اختلافات شخصیتِ مسیحؑ کے بارے میں مسیحیت اور اسلام کے منفرد مذہبی اور بیانیہ نقطہ نظر کو نمایاں کرتے ہیں، جو ان کے متعلقہ عقائد اور نظریات کی بنیاد پر تشکیل پائے ہیں۔ ان مماثلتوں اور اختلافات کا جائزہ لے کر یہ مقالہ بین المذاہب مکالمے اور حضرت مسیحؑ کی کثیر الجہتی شخصیت کو دو بڑے مذاہب (مسیحیت اور اسلام) کے نقطہ نظر کو بہترین طریقے سے سمجھنے میں معاون و مددگار ثابت ہوگا۔ مشترکہ خصوصیات بین المذاہب مکالمے کے لیے ایک مشترکہ بنیاد فراہم کرتی ہیں، جبکہ اختلافات مسیحیت اور اسلام کے منفرد مذہبی نقطہ نظر کو اجاگر کرتے ہیں۔

[58] الاخلاص:112